جلد01 شمارہ16، 2023

Article

Romanticism in A. Hameed’s Fiction

اے حمید کے افسانوں میں رومان پسندی

Dr. Aqsa Naseem Sandhu*[1], Dr. Asma Rani[2]

[1] Assistant Professor, Department of Urdu, Govt. Sadiq College Women University, Bahawalpur.
[2]Assistant Professor, Department of Urdu, Govt. Sadiq College Women University, Bahawalpur.
*Correspondence: aqsanaseemsindhu@gmail.com

[1] ڈاکٹر اقصیٰ نسیم سندھو، ڈاکٹر عاصمہ رانی[2]

[1] اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، گورنمنٹ صادق کالج ویمن یونی ورسٹی بہاولپور، [2]اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، گورنمنٹ صادق کالج ویمن یونی ورسٹی بہاولپور

eISSN: 2073-3674
pISSN: 1991-7813
Received:05-09-2023
Accepted:20-11-2023
Online:20-12-2023

Copyright: © 2023 by the authors. This is an open-access article distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

Abstract:
A Hameed has also written many novels and satirical and humorous articles and the same time his name is used as a reference in Urdu fiction. It is another matter that our critics have made two categories of fiction writers, romantic fiction writers and progressive fiction writers, so they are satisfied by including. A. Hameed in the first category, although with the mention of love, women and sex. Talking about the islands, climates and people of countries visited together is called romanticism, but creative exaggeration and colorful style became A hameed identity.

Key Words: Short Story, Love, Romance, Society, Reality, Emotions.

"محبت اور رومان" اردو افسانہ نگاری کا ایک اہم حوالہ رہا ہے اور اکثر و بیشتر تمام افسانہ نگاروں نے اسے اپنے افسانوں کا موضوع بنایا۔ کچھ نے محبت کو معاشرے کے حالات و واقعات کے مطابق ہم آہنگ کر کے پیش کیا ہے اور کچھ نے اسے معاشرے کی حقیقت کے امتزاج سے ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ کچھ نے اسے ایک شخص کے احساسات و جذبات کے آئینے میں دیکھنے کی کوشش کی اور کچھ نے محبت کو اجتماعی حوالے سے نمایاں کیا ہے۔ افسانہ نگاری کے تمام ادوار میں اس موضوع کو ہر افسانہ نگار نے اپنے انداز سے تخلیق کے سانچے میں ڈھالا ہے۔ بقول احتشام حسین:

> "رومان سے مراد حسن و عشق کا افلاطونی اور طلسماتی بیان نہیں بلکہ روایت سے بغاوت، نئی دنیا کی تلاش ،خوابوں اور خیالوں سے محبت، ان دیکھے حسن کی جستجو و فور تخیل، وفور جذبات، غنائیت میں ڈوبی ہوئی انفرادیت، آزادی خیال، حسن سے مابہ مقدور لطف اٹھانے میں ناآسودگی کا احساس اور اس کا کرب---- -----------میں ان سب کو رومانیت کہتا ہوں۔" [۱]

اے حمید ایک ایسے افسانہ نگار ہیں جنھوں نے "محبت" کو ایک انفرادی تجربے کے طور پر پیش کیا ہے۔ وہ رومان پرست اور فطرت نگار ہیں۔ وہ زندگی کے ہر موڑ پر ہر طرح کے حالات میں "محبت اور رومان" کی فضاؤں میں سانس لیتے ہیں۔ ان کے افسانے محبت بھرے جذبات کے آئینہ دار ہیں۔ ان کے کردار ایک دوسرے سے ٹوٹ کر محبت کرتے ہیں اور فطرت کی گود میں پناہ لیتے ہیں۔ انہیں دنیا کے دیگر معاملات سے کوئی سروکار نہیں، جذبات کی شدت، احساس کی گہرائی اور تخیل کی جولانیاں ان کے افسانوں میں کئی رنگوں میں نظر آتی ہیں۔ ان کے کرداروں کے جذبات میں محبت کی ہلکی سی چبھن، ایک بے نام سی کسک ہوتی ہے جو افسانے کے تاثر اور حسن میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔ داستانوں میں حسن و محبت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے اور یہ رومانیت کا ایک اہم حصہ ہے۔ محبت کا یہ جذبہ اکثر خواب و خیال ہوتا ہے۔ محمد عالم خان لکھتے ہیں کہ:

> "رومانی داستان میں ایک خیالی دنیا، خیالی واقعات کا بیان ہوتا ہے اس پر تخلیقات کا رنگین قرمزی بادل چھایا رہتا ہے۔ ایسی کوئی فوق فطری مخلوق نہ بھی ہو تب بھی اس میں جو واقعات بیان کیے جاتے ہیں وہ حقیقت سے زیادہ تخیلی ہوتے ہیں وہ فوق فطرت کی تحیر خیزی حسن و عشق کی رنگینی، مہمات کی پیچیدگی، لطف بیان انہی عناصر سے داستان عبارت ہے۔" [۲]

اے حمید خالص رومانی افسانہ نگار ہیں اور سیدھی سادھی محبت کی کہانیاں لکھتے ہیں۔ ان کے یہاں جذبات کی فراوانی اور فطرت کا حسن کہانی کو آگے بڑھانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ وہ کبھی کبھار صرف ایک خیال، ایک تاثر یا ایک کیفیت سے بھی افسانہ بنا لیتے ہیں۔ ان کی زبان و بیان میں شیرینی اور گھلاوٹ اور شعریت کا عنصر پورے افسانے پر غالب دکھائی دیتا ہے۔ وہ بہت خوبصورت ادبی نثر لکھتے ہیں اور معمولی سے معمولی واقعہ کو بھی اپنے حسن بیان سے سحر انگیز بنا لیتے ہیں۔ ان کا تخلیقی رجحان اختصار کی بجائے تفصیل کی طرف ہے اور یہ رجحان ان کے افسانوں میں طرح طرح سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہیں وہ ایک خاص منظر کو بیان کرتے ہوئے ایک ایک چیز کو بڑی تفصیل سے بیان کرتے ہیں اور کبھی واقعہ بیان کرتے ہیں۔ بھرپور جزئیات نگاری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اسی طرح مناظر فطرت میں بھی اور رومانی کیفیتوں کے اظہار میں بھی خاصی تفصیل ملتی ہے۔

آج تک جتنے بھی مصنفین نے رومانیت پر لکھا ہے چاہے وہ نثر لکھی ہو یا شاعری۔ سب کا اپنا اپنا انداز تھا۔ اے حمید نے نثری ادب میں جو لکھا اس میں چاہے افسانے ہوں یا ناول انہوں نے رومانیت میں سب کو پیچھے چھوڑ دیا۔ اے حمید کے ناولوں میں رومانیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ فطرت اور حسن سے عشق ان کے ناولوں کا خاصہ ہے۔

اے حمید کے ناولوں میں تمام کردار اپنے محبوب یا محبوبہ کو اپنے پہلو میں دیکھ کر محسوس کر کے آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ انہیں وہ ہی دنیا کی پہلی اور آخری آسودگی محسوس ہوتی ہے۔ جو ان کے جسم، روح اور جذبات کو مل رہی ہوتی ہے۔ وہ اپنے آپ کو خواب میں لے جاتے ہیں جہاں وہ اسی طرح سے ہمیشہ رہنا چاہتے ہیں اور انہیں خواب ہی کو سب سے بڑی حقیقت اور نعمت محسوس کرتے ہیں۔ کیونکہ خواب وہ واحد ذریعہ ہیں جس میں وہ اپنی مرضی سے زندگی گزار سکتے ہیں اور جس کے ساتھ چاہے گزار سکتے ہیں۔ ان کرداروں کو لگتا ہے کہ ہم پیدا ہی اس لئے ہوتے ہیں کہ ایسے خواب دیکھیں۔ لیکن یہ سب زندگی بھر میسر نہیں آتا۔ انسان صبح و شام دولت کماتے ہیں۔ صبح سے شام تک پہلے اپنے لیے، اپنے ماں باپ کے لیے، پھر اپنی اولاد کے لیے کولہوں کے بیل کی طرح کام میں جتے رہتے ہیں۔ جانوروں کی طرح کام کرتے رہتے ہیں۔ کھانا کھاتے ہیں بچے پیدا کرتے ہیں اور مر جاتے ہیں۔ جب ان میں سے اٹھ کر کوئی بغاوت کرتا ہے اور خواب دیکھنے شروع کرتا ہے تو ہم اسے اپنی محفل سے اٹھا کر باہر پھینک دیتے ہیں۔ اس پرزے کی طرح جو بیکار ہو گیا ہوں لیکن ہمیں خبر نہیں ہوتی کہ حقیقت میں وہی بیکار پرزہ اس سارے نظام کی خوبصورتی کو قائم رکھے ہوئے ہے۔ [۳]

یہی خواب زندگی کی خار دار جھاڑیوں پر لگے ہوئے پھول ہیں۔ ہمارا کام صرف کانٹے پیدا کرنا ہے۔ کانٹے صاف کر کے اپنی راہ بنانا اور پیچھے آنے والوں کے لیے مزید کانٹے پیدا کرتا ہے۔ پھول پیدا کرنا بالکل نہیں۔ اگر یہ خواب دیکھنے والے یہ پھول پیدا کرنے والے کے دیوانے نہ ہو تو یہ دنیا ایک ایسی کانٹوں بھری وردی بن جائے جہاں ہر انسان لہو لہان اور کانٹوں سے چھدا ہوا نظر آئے۔ موجودہ دور فائدے اور نقصان کا دور ہے۔ اجارہ داری، خود غرضی، منصب پرستی کا دور ہے۔ ہر شخص نے اپنے مستقبل کو بہتر بنانے کے لئے حال کو زیروزبر کر دیا ہے" [۴]

وہ گھوڑے کی طرح بے معنی مشقت کرتا ہے مگر کھاتا بہت کم ہے۔ وہ ایک جھوٹی، بے حقیقت اور خود پیدا کردہ محنت اور مشقت میں لگا ہے۔ جب وہ تھک ہار کر اپنے بچوں میں بیٹھ کر خوش ہونے کی کوشش کرتا ہے یا کسی پارک یا دریا کے کنارے جا کر گھڑی کی گھڑی تفریح کرتا ہے تو وہی لمحات اس کی زندگی کے وہ حقیقی لمحات ہوتے ہیں جن کے لیے وہ پیدا کیا گیا تھا۔ ان ساری ذمہ داریوں اور خود کو خود سے دور رکھنے والے کاموں کو کچھ وقت کے لئے چھوڑا جائے۔ [۵]

اے حمید کے افسانوں میں ایک رومانی فضا چھائی رہتی ہے اور مناظر فطرت کا حسن ان کے افسانوں میں نئی زندگی پیدا کر دیتا ہے۔ ان کے یہاں رومانی کیفیتیں دل کی گہرائیوں سے نکل نکل کر ان کے افسانوں کو رنگین بنا دیتی ہیں اور ایسے حالات میں ان کی اہمیت اور واضح ہو جاتی ہے جن میں زندگی میں گھٹن، تلخی، گندگی اور تاریکی ہو۔ اے حمید کا رومانی اظہار ایسے ماحول کو خوشگوار بنا دیتا ہے۔ ان افسانوں میں رومانی جذبہ اس قدر شدید ہوتا ہے کہ وہ بعض اوقات والہانہ عشق کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ ایسا عشق جو معاشرتی رسوم ورواج اور سماجی قوانین کی سب حدود کو پھلانگ دیتا ہے اور ہر حال میں اپنی تکمیل چاہتا ہے۔ ان کی رومانیت کا تصور تخیلاتی اور ماورائی بھی ہے لیکن اس کا تعلق معاشرے کی حقیقتوں سے بھی کسی حد تک قائم رہتا ہے۔ اگرچہ ان کے ہاں حوالہ کہیں کہیں کمزور پڑ جاتا ہے اور عشق و محبت کا ایک غیر مرئی تصور ابھر کر سامنے آتا ہے۔ تاہم وہ خود کو سماجی رشتوں سے منسلک بھی رکھتے ہیں۔ کبھی کبھار وہ رومان کی دنیا میں بہت دور نکل جاتے ہیں اور کسی حسین جزیرے میں کھو جاتے ہیں جہاں دنیا کی تمام تر خوبصورتیاں، رنگینیاں اور رعنائیاں دامن پھیلائے ہوتی ہیں اور اسے اپنی آغوش میں لے لیتی ہیں۔ اس رنگین کائنات میں ایک کیف ایک خمار اور سرشاری سی ہے جس سے وہ مخمور ہو جاتے ہیں اور ان کا قاری بھی اس سحر انگیز ماحول میں گم ہو جاتا ہے۔ اے حمید کے افسانوں کے کردار بھی اسی فضا میں سانس لیتے ہیں۔

اے حمید کے افسانوں میں زندگی حسین تصورات، ٹھوس تجربات اور مناظر فطرت کی رنگینیوں سے عبارت ہے۔ یہی وہ حدود و قیود ہیں جن میں رہ کر وہ اپنی کہانیاں تخلیق کرتے ہیں۔ ان کے ہاں محبت ایک ذاتی مشاہدہ ہے۔ ایک واردات ہے اور ایک حسین تجربہ ہے۔ جس میں کسی دوسرے کو شریک نہیں کیا جاسکتا۔ صرف ایک محبت کرنے والا اور دوسرا محبوب کا حسین سراپا اس کے علاوہ اس کے جہان محبت میں کوئی داخل نہیں ہو سکتا۔ اس کے افسانوں کا تیسرا زاویہ، مناظر فطرت ہیں جو ایک پس منظر کا کام دیتے ہیں اور بعض افسانوں میں یہی مناظر قدرت ایک تیسرے کردار کے طور پر ابھر کر سامنے آتے ہیں۔ اس طرح اگر دیکھا جائے تو اے حمید کا کینوس بہت محدود ہے لیکن اسی محدود دائرے میں رہ کر انہوں نے اپنے رومانی جذبات کا اظہار بڑے اچھے انداز سے کیا ہے۔ اے حمید کے افسانوں کی فضا بے حد جذباتی اور رومانی ہے۔ جس میں ان کے افسانوں میں زندگی کی حقیقتوں سے فراریت کا رجحان بھی نمایاں کر دیا ہے۔ لیکن یہ فراریت اس کے محبت کے جذبات اور گہرائی کو بھی سامنے لاتی ہے۔ کیونکہ ان کا مقصد دل کی موج پر ایک بہاو میں بہے چلے جانا ہے اور صرف ایک جذبے کی صداقت کو اجاگر کرنا ہے اور وہ عشق کا جذبہ ہے ان کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ انسانی زندگی میں "محبت" کے خلا کو پر کرنا بھی ہے۔ اور قاری کے لیے سامان آسودگی بھی مہیا کرنا ہے چنانچہ ان کے ہاں فراریت کا رویہ شعوری نہیں بلکہ یہ تو جذبوں، خیالات، قربتوں اور کیفیتوں کی لہریں ہیں جن کے دوش پر وہ کہاں سے کہاں نکل جاتے ہیں۔ بقول ڈاکٹر فردوس انور قاضی:

> "اے۔ حمید کی رومانیت، ایک بھنورے کی شکل میں نظر آتی ہے۔ ایک فضا سے دوسری فضا اور ایک کلی سے دوسری کلی کی طرف اڑتا یہ بھنورا زندگی کی تمام رنگینیاں اور رعنائیاں ایک جگہ سمیٹ لینے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کوشش میں اس کا تعلق معاشرتی اخلاقی اور انسانی رشتوں سے ٹوٹ جاتا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس کا کسی کے ساتھ کوئی رشتہ ہوتا ہی نہیں۔ وہ اپنا رشتہ صرف خوشیوں سے قائم رکھتا ہے۔"[6]

اے۔ حمید کے افسانے رومانی روایت کی ایک کڑی ہیں۔ وہ جذبہ کیف رکھنے والا اسلوب اختیار کر کے داخلی کیفیات و احساسات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ ان کی تحریروں میں روانی اور ہمواری ملتی ہے۔ موضوع کی یکسانیت کے باوجود ان میں سپاٹ پن نہیں ہے۔ وہ محبت کے گہرے جذبات اور بلند خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ ان کا انداز بیان متوازن ہے۔ جس میں زندگی کے دکھوں اور مسرتوں کو یکساں طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ ان کا افسانہ مونا لیزا، اس کی سادگی، حقیقت بیان کے ساتھ ساتھ شاعرانہ انداز کا حامل ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اس افسانے میں بھی اے۔ حمید کا شعری اسلوب زیادہ حاوی نظر آتا ہے۔ وہ کبھی متروک الفاظ یا پیچیدہ لب ولہجہ اختیار نہیں کرتے۔ وہ اپنے افسانوں میں خوب صورت پر کار الفاظ سے اپنی مہارت کے بل بوتے پر اپنے اسلوب کی رنگینی کو قائم رکھتے ہیں۔

اردو افسانے میں رومانیت کے حوالے سے اے حمید کا نام خاص اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ ان کا شمار ایسے افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے جنہوں نے افسانہ نگاری کے بہت سے ادوار دیکھے ہیں لیکن انہوں نے جو انداز نگارش شروع میں اختیار کیا جو اسے آج تک بڑی کامیابی سے نبھا رہے ہیں، ان کے جو رومانی تصورات اپنے ابتدائی زمانے میں تھے وہاں پر بڑی استقامت سے قائم ہے ان کی افسانہ نگاری کے بارے میں ڈاکٹر مسعود رضا خاکی لکھتے ہیں:

> "اے حمید کو مناظر فطرت اور رومانی تصورات سے اپنے معاصرین میں سب سے زیادہ لگاؤ ہے۔ ان کے بعض افسانوں کو پڑھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے فطرت کے حسن میں ڈوب کر اس کی تمام کیفیت اور دلآویزی کو اپنے افسانوں میں جذب کر لیا ہے۔ اے حمید اپنے افسانوں کا خمیر فطرت کے

حسن، تصورات کی رنگینی اور زندگی کی کشمکش تیار کرتے ہیں۔ ماضی کی یادوں کے نقوش فطرت کی حسن سامانیوں کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر ان افسانوں کی تخلیق کا سبب بنتے ہیں۔"۷

اے حمید کے افسانوں میں فن کی یہی شگفتگی اور رومانی فضا انہیں دوسرے افسانہ نگاروں سے منفرد افسانہ نگار کے طور پر امتیازی حیثیت کا حامل بناتی ہے۔ چنانچہ اردو افسانہ نگاری میں رومانیت کے باب میں انہیں خاص اہمیت حاصل رہے گی۔ اے حمید کے افسانہ "رات کے داغ" میں سے اقتباس ملاحظہ کریں:

"یہ گلی بھی ایک ناگن ہے، جس کے اندھیرے نے مجھے ڈس لیا ہے اور جس کا مہلک زہر آہستہ آہستہ میری رگ وپے میں سرایت کر رہا ہے۔ میں اس زہر کا علاج اُس سیاہ فام، سرخ آنکھوں والی ناگن کے زہر سے کرنا چاہتا ہوں، جس کے بالوں میں پھول مسکرا رہا ہے اور آنکھوں میں سرمہ لگا ہے اور جو گل مہر اور گیندے کے پھولوں میں لپٹی ہوئی ہے۔"۸

اے حمید کی افسانہ نگاری کا رجحان بھی اختصار کی بجائے تفصیلات کی طرف ہے اور یہ رجحان ان کے افسانوں میں طرح طرح سے ظاہر ہوتا ہے۔ ان مناظر فطرت میں بھی اے حمید کے افسانوں کی فضا پر اکثر چھائے رہتے ہیں، ان رومانی کیفیتوں میں بھی جو افسانہ نگار کے رومان پسند دل کی گہرائیوں سے نکل کر ان کے افسانوں کو رنگین بناتی رہتی ہیں اور زندگی کی اس ہلچل میں بھی، جس کی گھٹن، گندگی اور تاریکی کو افسانہ نگار نے اپنا موضوع بنایا ہے۔

افسانہ نگاروں کی نئی پود میں مناظر فطرت اور رومانی تصورات سے جو لگاؤ اے حمید کو ہے وہ کسی اور کو نہیں۔ ان کے افسانوں میں فطری لگاؤ نے کبھی کبھی والہانہ عشق کی صورت اختیار کی ہے۔ مناظر فطرت کا ذکر کرتے وقت اے حمید کے دل کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس کے رومان میں گم کر دیتے ہیں اور اس گمشدگی میں وہ مناظر کی ایسی تصویریں بناتے ہیں کہ پڑھنے والا بھی اس میں کھو جاتا ہے ان مناظر میں ایک نغمگی، ایک کیف، ایک خمار ہے لیکن کبھی کبھی لکھنے والا اس معاملے میں اعتدال کی حدوں سے تجاوز کر جاتا ہے اور پڑھنے والوں کے لئے اس کی گمشدگی الجھن اور تھکن کا سبب بن جاتی ہے۔

اے حمید نے بہت سے ناول اور طنزیہ ومزاحیہ مضامین بھی لکھے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اردو افسانے میں بھی ان کا نام بطور حوالہ استعمال ہوتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ہمارے ناقدین نے افسانہ نگاروں کے جو دو زمرے بنا رکھے ہیں، رومانوی افسانہ نگار اور ترقی پسند افسانہ نگار تو وہ اے حمید کو پہلے زمرے میں شامل کر کے مطمئن ہو جاتے ہیں، اگرچہ محبت، عورت، جنس کے ذکر کے ساتھ ساتھ دیکھے ہوئے ملکوں کے جزیروں، موسموں اور لوگوں کی باتیں کرنا رومانیت کہلاتا ہے لیکن تخلیقی مبالغہ اور رنگین اسلوب اے حمید کی شناخت بن گیا، حالانکہ اے حمید کے بیشتر افسانوں میں منٹو جیسا زہر خند موجود ہے، بعض مثالیں دیکھیے:

"ہمارے سینما ہال میں قائد اعظم فنڈ کے لیے شہر کی مشہور طوائفوں کا زندہ ناچ گانا ہوا۔"۹

"انسان بڑا ہی ذلیل جانور ہے اسے ایک دن روٹی نہ ملے، تو اس کے ذہن کا سارا حسن، تمام آرٹ اور فن بھاپ بن کر اڑ جاتا ہے، ساری جمالیاتی بنیادیں کھسکنے لگتی ہیں۔"۱۰

" اس میں شک نہیں کہ اے حمید کی افسانوی نثر شعریت سے فیض پاتی ہے اور خیال اور جذبے اور احساس کی رنگینی اور لطافت، لفظوں میں بھی منتقل ہو جاتی ہیں جیسے تازہ ہوانے مہربان ماں کی، شہید بیٹے کی پیشانی پر آپ نے کانپتے ہوئے ہونٹ رکھ دیے۔ "۱۱

اے حمید کے افسانوں کے کردار محض محبت اور جنس کے کھیل میں ہی مگن نہیں ملتے بلکہ بعض کردار اپنی ذاتی مسرت کے خول سے باہر آکر اجتماعی دکھ سکھ میں شریک ہوتے ہیں چنانچہ، گولڈ فلیک اور بیڑی، کا مرکزی کردار کسان تحریک سے وابستہ ہو کر پھانسی پر چڑھ جاتا ہے۔

اے حمید کے افسانوں میں بظاہر مختلف سرزمینوں، ثقافتوں، عقیدوں اور انسانوں کا ذکر ہے، مگر ان کی رومانیت ان سب کو یکساں کر دیتی ہے اور کم وبیش سب ہی کے محسوسات اسی طرح کے ہیں۔ مگر وہ نظام جو غریبوں کو اور زیادہ بے بس بناتا ہے اور مذہب سے بھی تائید پاتا ہے، رومانوی اے حمید کے طنز کا نشانہ بنتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔احتشام حسین، سید۔"یلدرم۔۔۔اُن کے ساتھی اور رومانی افسانہ نگار"،مشمولہ "پگڈنڈی"ماہنامہ، یلدرم نمبر، جلد ۹، شمارہ۵،امرتسر(انڈیا)ص۱۱۶

۲۔ عالم خان، محمد، "اردو افسانے میں رومانی رجحانات"، فراز کمپوزنگ سنٹر اردو بازار، لاہور، ص۵۸

۳۔ روبینہ رشید، ڈاکٹر، ''اے حمید کی ناول نگاری''، مقالہ پی ایچ ڈی، ہزارہ یونی ورسٹی، ص ۱۳۹

۴۔ ایضاً، ص ۱۴۰

۵۔ ایضاً

۶۔ فردوس انور، قاضی، ڈاکٹر، ''اردو افسانہ نگاری کے رجحانات''، مکتبہ عالیہ، لاہور، ۱۹۹۰، ص ۵۱۳

۷۔ مسعود رضا، خاکی، ڈاکٹر " اردو افسانہ کا ارتقا"، مقالہ پی ایچ ڈی، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور،، ص ۱۲۸

۸۔اے حمید، "رات کا داغ"، مشمولہ "مٹی کی مونالیزا"، لاہور: ادارہ فروغ اردو، ۱۹۵۵، ص۸۵

۹۔ ایضاً، " سماوار" ، مشمولہ " کچھ یادیں، کچھ آنسو" ، انار کلی کتاب گھر، لاہور، ۱۹۵۳ء، ص ۱۹۰

۱۰۔ ایضاً، " حسن اور روٹی" ، مشمولہ " منزل منزل" ، **لاہور: نیا ادارہ**، ص ۳۲۰۔ ۳۲۱

۱۱۔ ایضاً، " گولڈ فلیک اور بیڑی" ، مشمولہ " منزل منزل" ، ص ۱۹۶

بنیادی ماٰخذ:

اے حمید، "منزل منزل" لاہور: نیا ادارہ، ۱۹۴۸ھ

۔۔۔۔۔، "کچھ یادیں، کچھ آنسو" لاہور،: انار کلی کتاب گھر، ۱۹۵۳ھ

ــــــــ، "مٹی کی مونالیزا" لاہور: ادارہ فروغ اردو، ۱۹۵۵ھ

ثانوی ماخذ:

احتشام حسین، سید، "پگڈنڈی" ماہنامہ، امر تسر (انڈیا): یلدرم نمبر، جلد ۹، شمارہ ۵۔
فردوس انور، قاضی، ڈاکٹر، "اردو افسانہ نگاری کے رجحانات"، مکتبہ عالیہ، لاہور، ۱۹۹۹
محمد عالم خان، "اردو افسانے میں رومانی رجحانات" لاہور: فراز کمپوزنگ سنٹر اردو بازار، سن ندارد۔
مسعود رضا، خاکی، ڈاکٹر "اردو افسانہ کا ارتقا"، لاہور: مقالہ پی ایچ ڈی، پنجاب یونی ورسٹی۔